مسائلِ زکوٰۃ

مفتی عبدالقیوم خان

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن

366-ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

Ph+92-42-111-140-140, 35168365 Fax+92-42-35168184

www.welfare.org.pk, Info@welfare.org.pk

مسائلِ زکوٰۃ

مفتی عبدالقیوم خان

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن

366-ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

Ph+92-42-111-140-140, 35168365 Fax+92-42-35168184
www.welfare.org.pk, Info@welfare.org.pk

آیئے! محروم اور مجبور طبقات کی ہر ممکن مدد کیجئے۔

آپ اپنی زکوٰۃ عطیات و صدقات ادارہ آغوش اور زیر تعمیر عظیم الشان منصوبہ جات کیلئے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زکوٰۃ اکاؤنٹ نمبر **01977900163103** حبیب بینک لمیٹڈ فریڈم اکاؤنٹ منہاج القرآن برانچ لاہور میں بذریعہ آن لائن / چیک / ڈرافٹ جمع کرا کر اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کی خوشنودی حاصل کیجئے

ہمارا عزم، ہمارا کام

تعلیم، صحت، فلاح عام

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن

366۔ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

Ph:042-35168365 Fax:35168184

www.welfare.org.pk E-mail:info@welfare.org.pk

انسان کا معاشی مسئلہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی نشو ونما کے لئے زمین اور آسمان سے اس کی ضروریات زندگی، خوراک، پوشاک، رہائش اور سماجی وتمدنی کفالت کا ایسا معقول و وافر انتظام کیا ہے کہ اپنی مخلوق کو کسی بات میں کسی کا محتاج نہ رکھا لیکن ابتدائے خلق سے نسل انسانی کے دشمن شیطانی عناصر نے خدا کے پیدا کئے ہوئے وسائل رزق پر غاصبانہ تسلط کر رکھا ہے۔ ایک محدود وحقیر طبقہ روزی کے سرچشموں پر قابض ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ عام لوگوں کو بھی زندگی کی آسائشیں میسر ہوں۔ اللہ کے رزق سے وہ بھی متمع ہوں، وہ عزت و وقار سے زندہ رہیں۔ یہی وہ مشکل گھاٹی ہے جس کا قرآن کریم نے ان الفاظ میں ذکر کیا۔

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ. وَمَآ اَدْرٰکَ مَا الْعَقَبَةَ. فَکُّ رَقَبَةٍ. اَوْاِطْعَامٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ. یَتِیْمًا ذَامَقْرَبَةٍ. اَوْ مِسْکِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ. ثُمَّ کَانَ مِنَ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْ بِالْمَرْحَمَةِ. اُولٰئِکَ اَصْحَابُ الْمَیْمَنَةِ

”پھر بے تامل گھاٹی میں نہ کودا۔ اور تم نے کیا جانا وہ گھاٹی کیا ہے۔ کسی مملوک کی گردن چھڑانا، یا بھوک کے دن کھانا کھلانا، رشتہ دار یتیم کو، یا خاک نشین مسکین کو، پھر ہو جائے ان لوگوں میں سے جو ایمان لائے اور انہوں نے آپس میں صبر کی وصیتیں کیں اور آپس میں مہربانی کی وصیتیں کیں۔ یہی دائیں طرف والے (جنتی) ہیں“۔

(البلد، ۹۰:۱۱، ۱۸)

دیکھا، غربت، بھوک، تنگی، پسماندگی، بیماری ولاچاری میں گرفتار انسانوں کی طرف توجہ کرنا اور ان کے مسائل ومصائب کو حل کرنا کتنا مشکل لیکن ضروری فریضہ ہے گویا دشوار گزار گھاٹی کو عبور کرنا ہے۔

قیامت کے منکر:

اَرَأَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ. فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ. وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ.

”تم نے اسے دیکھا جو دین کو جھٹلاتا ہے پھر وہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہیں دیتا“۔

(الماعون، ۱۰۷:۱، ۳)

جنتی جہنمیوں سے پوچھیں گے۔

مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ. قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ. وَلَمْ نَکُ نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ.

”تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی؟ وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے“۔

(المدثر ۷۴: ۴۲۔۴۴)

جھٹلانے والے مالدار:

قرآنی نظام ربوبیت چونکہ ہر ضرورت مند کی ضرورت کا کفیل ہے لہذا جو امیر کبیر مالدار لوگ اس نظام کے قیام میں رکاوٹ ڈالیں، وہ ایک طرف اللہ کے دشمن ہیں اور دوسری طرف عام انسان کے بدخواہ، وہ چاہتے ہیں ہم بلا روک ٹوک اللہ کی نعمتوں پر سانپ بن کر بیٹھے رہیں اور عوام دانے دانے کو ہمارے محتاج ہوں۔ ان کی عزت، آبرو، آزادی، یہاں تک کے ان کی زندگی و موت بھی ہمارے ہاتھوں میں گروی ہو۔ اس ظالمانہ سوچ اور ذہنیت رکھنے والوں کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے۔

وَذَرْنِیْ وَالْمُکَذِّبِیْنَ اُوْلِی النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِیْلًا.

”مجھے اور ان جھٹلانے والے مالداروں کو چھوڑ دو، اور ان کو تھوڑی مہلت دو“۔

(المزمل ۷۳: ۱۱)

مال کے پجاری:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ. یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُکْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ.

”اے ایمان والو! بے شک بہت پادری اور جوگی، لوگوں کا مال ناحق کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی جس دن وہ (مال) تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں، پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں، یہ ہے وہ جسے تم نے اپنے لئے جوڑ رکھا تھا اب چکھو مزا اس جوڑنے کا“۔

(التوبہ ۹: ۳۴، ۳۵)

کیا کچھ خرچ کریں؟؟؟

وَيَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا يُنفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْو

''اور (یارسول اللہ) تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں؟ تم فرماؤ جو ضرورت سے زائد بچ جائے''۔

(البقرہ،۲:۲۱۹)

ضرورت سے زائد حاجت مندوں کو دو تا کہ وہ بھی اپنی ضروریات پوری کرسکیں۔

غریبی وجہ کفر ہوسکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

کادا الفقر ان یکون کفرا.

''قریب ہے غریبی کفر ہوجائے''۔

(بیہقی)

زکوٰۃ کے علاوہ بھی مال میں حق ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان فی المال لحقا سوی الزکوٰۃ.

''بے شک مال میں زکوٰۃ کے علاوہ (بھی) حق ہے''۔

(ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

امیروں کے مال میں غریبوں کا حق ہے۔

وَفِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ''

اوران کے مالوں میں حق ہے مانگنے والے اور بے نصیب کا''۔

(الذاریت،۵۱:۱۹)

مالداروں کے مالوں میں غریبوں کا حق ہے کہہ کر بتادیا کہ ضرورت مند کو لینے میں عار نہیں اور مالدار کو دینے میں احسان نہیں۔ وہ اپنا حق لے رہا ہے یہ اپنا فرض ادا کررہا ہے۔

غریبوں پر ترس نہ کرنے والوں کیلئے مقام تفکر

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

عذبت إمراة فی هرة امسکتها حتی ماتت من الجوع فلم تکن تطعمها ولا ترسلها فتاکل من خشاش الارض.

''ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب ہوا۔ جسے اس نے باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ بھوک سے مرگئی، نہ اس کو کھلاتی تھی اور نہ چھوڑتی کہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھالیتی''۔

(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوۃ: ۱۶۸)

جانوروں پر رحم بھی مغفرت کا باعث ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

غفرلا مراۃ موسۃ مرت بکلب علی رأس رکی یلھث کاد یقتلہ العطش فنزعت خفھا و ثقۃ بخمارھا فنزعت لہ من الماء فغفرلھا بذلک قیل ان لنا فی البھائم اجرا قال فی کل ذات کبدر طبۃ اجر.

''ایک بدکار عورت کی بخشش ہوگئی صرف اتنی بات پر کہ اس کا گذر ایک کتے کے قریب سے ہوا جو کنویں کے کنارے گیلی مٹی پر منہ مار رہا تھا، لگتا تھا کہ پیاس اسے مار دیگی، عورت نے اپنا موزہ (یا جوتا) اتارا، اسے اپنے دوپٹے سے باندھا اس کے لئے پانی نکالا (اور پلایا) اسی سے اس کی بخشش ہوگئی۔ عرض کی گئی کیا جانوروں کی خدمت میں بھی ہمارے لئے اجروثواب ہے؟ فرمایا ہر دھڑکتے دل والی (زندہ) چیز کی خدمت میں اجروثواب ہے''۔

(متفق علیہ بحوالہ مشکوۃ، ۱۴۷)

اسلام کا نظام زکوٰۃ

اسلام نے دوسروں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے اخلاق اور قانون دونوں سے کام لیا۔ زکوٰۃ کی صورت میں نقد اور عشر کی صورت میں زمین سے پیدا ہونے والی اجناس پر مقرر و متعین شرح سے آمدنی کا ایک حصہ صاحب ثروت لوگوں سے قانوناً لیکر ضرورت مندوں کی کفالت کا بندوبست کیا اور یہ کام اسلامی حکومت کے اولین فرائض میں شامل کردیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ.

''وہ لوگ کہ اگر ہم ان کو زمین میں اختیار و اقتدار دیں تو نماز قائم کریں اور زکوٰۃ

دیں اور نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں“۔

(الحج،۲۲:۴۱)

تو خذ من اغنیاھم فترد علی فقرائھم.

”زکوٰۃ ان کے امیروں سے لی جائے اور ان کے غریبوں پر لوٹا دی جائے گی“۔

(متفق علیہ)

زکوٰۃ کے نصاب:

1۔ مال مویشی:

اگر سال کا اکثر حصہ مفت چر کر گزارا کریں تو سائمہ کہلاتے ہیں۔ ان پر مقرر شرح سے سال گزرنے پر زکوٰۃ وصول کی جائے گی۔ اگر سال کا اکثر حصہ قیمتی چارہ ڈالا جائے تو علوفہ کہلاتے ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں۔

2۔ زرعی پیداوار:

اگر زمین بارانی ہے یا چشموں کے پانی سے مفت سیراب ہوتی ہے تو اس کی کل پیداوار میں سے دسواں حصہ وصول کیا جائے گا۔ یہ مسلمان سے لیں تو عشر، غیر مسلم سے لیں تو خراج۔ اگر زمین قیمتاً سیراب ہو جیسے ٹیوب ویل یا نہری پانی جس پر آبیانہ وصول کیا جاتا ہے تو کل پیداوار پر نصف عشر یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ وصول کیا جائے۔ غیر مسلموں سے زمین کی پیداوار پر خراج وصول کیا جائے گا، جو اسلامی حکومت ان پر مقرر کرے گی۔ پھل سبزیاں اور غلے وغیرہ کا ایک ہی حکم ہے۔

3۔ سونا چاندی یا مال تجارت:

سونا چاندی، مال تجارت یا روپیہ پیسہ (کرنسی) ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی، کے برابر مالیت کے ہوں اور ضروریات اصلیہ سے زائد ہوں، ضروریات اصلیہ رہائش، لباس، خوراک، سواری، علاج، تعلیم وغیرہ ہیں اور اس مال پر سال گزر جائے تو ایسے مال سے اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ وصول کی جائے گی۔

مصارف زکوٰۃ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْعَامِلِیْنَ عَلَیْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِیْنَ وَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِیْلِ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ.

(التوبہ،۹:۶۰)

’’زکوٰۃ تو صرف ان لوگوں کے لئے جو محتاج اور نرے نادار (مسکین) ہوں اور جو اس کی تحصیل پر مقرر ہیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے (اسلام کی طرف مائل کرنا ہو) اور (مملوکوں کی) گردنیں آزاد کرنے میں اور قرض داروں کو اور اللہ کی راہ اور مسافر کو، یہ ٹھہرایا ہوا (مقرر شدہ) ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ علم و حکمت والا ہے‘‘۔

اس آیت مبارکہ میں آٹھ مصارفین کا ذکر موجود ہے۔

۱۔فقراء ۲۔مساکین ۳۔عاملین زکوٰۃ (زکوٰۃ اکٹھی کرنے والے)

۴۔ مؤلفۃ القلوب ۵۔غلام کی آزادی ۶۔مقروض

۷۔فی سبیل اللہ ۸۔مسافر

قرآن کریم میں زکوٰۃ کے یہ آٹھ مصارف ذکر ہوئے ہیں احناف کے نزدیک ان میں سے کسی بھی مصرف میں زکوٰۃ دینے سے ادائیگی ہو جائے گی اور دینے والا دینی فریضہ سے سبکدوش ہو جائے گا۔خواہ ایک پر صرف کرے خواہ دو پر خواہ زیادہ پر یہ اس کے اپنے اختیار میں ہے۔

زکوٰۃ کا پہلا اور دوسرا مصرف، فقیر و مسکین:

’’فقیر اور مسکین دونوں ہی مالی ضروریات کے لئے دوسروں کے مالی تعاون کے محتاج ہیں دونوں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے فقیر سے بڑھ کر مسکین خستہ حال ہوتا ہے فقیر تنگدست ہوتا ہے تہی دست نہیں ہوتا مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو، فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ کچھ مال ہوتا ہے مگر ضروریات زندگی اس سے پوری نہیں ہوتیں‘‘ بدائع الصنائع ۲:۴۳......فتاویٰ عالمگیری ۱۸۸ تفسیر کبیر ۱۰۷ طبع ایران...... احکام القرآن للجصاص ۳:۱۲۲...... روح المعانی ۱۵:۱۲۰...... ہدایہ:۱۶۳......الجامع الاحکام القرآن للقرطبی ۷:۱۵۷)

تیسرا مصرف والعاملین علیہا:

وہ لوگ جو زکوٰۃ وعشر جمع کرنے پر مامور ہوں، ان سب کو زکوٰۃ فنڈ سے اجرت یا تنخواہ دی جائے گی خواہ امیر ہوں خواہ غریب

ان مایستحقه العامل انما یستحقه بطریق العمالته لا بطریق الزکاة بدلیل ان

یعطی و ان کان غنیا بالا جماع و لو کان ذلک صدقته لما حلت للغنی

''عامل جو زکوٰۃ لینے کا مستحق ہے وہ صرف اپنے کام کی بناء پر اس کا حقدار ہے نہ کہ زکوٰۃ کی حیثیت سے دلیل یہ ہے کہ اسے تنخواہ ملے گی گو غنی و امیر ہو اس پر امت کا اجماع ہے اگر یہ صدقہ ہوتا تو امیر کے لئے جائز نہ ہوتا۔''

(بدائع الصنائع ۲:۴۴......فتح القدیر ۲:۴ ۲۰......تفسیر کبیر ۱۶:۱۱۵)

اما اخذ طلمه زماننا من الصدقات والعشور والخراج والجبایات و المصادرات فالا صح انه یسقط جمیع ذلک عن ارباب الاموال اذا نو واعند الدفع التصدق علیهم

''رہا ہمارے دور کے ظالم حکمرانوں کو زکوٰۃ وعشر خراج جزیہ اور محصولات لینا تو صحیح تر یہ ہے کہ مالدار لوگ ان کو مال دیتے وقت ان پر صدقہ کی نیت کر لیں، تو ان سے شرعی مالی واجبات ساقط ہو جائیں گے''۔

(فتاویٰ عالمگیری ۱:۱۹۰)

گو یا ان کو دوبارہ ادا نہیں کرنا پڑے گا جیسے آج کل حکومت زبردستی زکوٰۃ بینکوں سے کاٹ لیتی ہے اور افسر شاہی شیر مادر سمجھ کر اپنے عزیزوں اور دوستوں کے ہمراہ ڈکار لئے بغیر سب کچھ ہڑپ کر جاتی ہے۔ اسی لئے حقیقت شناس لوگ بینکوں پر بھروسہ نہیں کرتے اپنے طور پر زکوٰۃ کی رقم اس کے مصارف میں خرچ کرتے ہیں۔ یہ ہی احسن طریقہ ہے۔

اموال ظاہرہ واموال باطنہ:

مال دو طرح کا ہے ایک ظاہری جیسے مویشی غلہ مال تجارت وغیرہ اس کی زکوٰۃ اسلامی حکومت وصول کرتی ہے۔ دوسرا باطنی یا پوشیدہ مال جیسے زیورات یا نقدی اس کی زکوٰۃ ہر شخص خود ادا کرتا ہے۔

آج کل:

فی زمانہ چونکہ زکوٰۃ وعشر کا نظام حکومت کی طرف سے شرعی اصول کے مطابق نہیں اور چونکہ اس سے ضرورت مندوں محتاجوں، مسکینوں کی کفالت عامہ کی ذمہ داری بھی حکومت نہیں لیتی نہ اس کے شرعی مصارف میں صرف کرتی ہے۔ بلکہ دوسرے شعبوں کی طرح اس شعبہ میں بھی لوٹ مار اور افسر شاہی کے اللوں تللوں کی بھرمار ہے۔ نہ وصولی میں شرعی اصولوں کی پابندی ہے نہ

صرف کرنے میں اس لئے محتاط مسلمان اپنے طور پر اپنے مالوں کی زکوٰۃ مناسب مصارف میں خود صرف کرتے ہیں یہ بالکل جائز ہے۔ حالانکہ زکوٰۃ امراء سے لیکر فقراء پر صرف کرنے کے لئے فرض کی گئی ہے تاکہ غریب و مسکین حاجت مندوں کی باعزت کفالت ہو۔

بنی ہاشم پر زکوٰۃ صرف کرنا جائز نہیں کہ یہ لوگوں کے مال کا میل کچیل ہے:

رسول اللہ ﷺ نے نہ کبھی خود اپنی ذات پر مال زکوٰۃ صرف کیا نہ اپنے خاندان بنی ہاشم پر بلکہ آپ ﷺ نے اپنی ذات اور اپنے خاندان بنی ہاشم پر زکوٰۃ وعشر کا مال حرام فرمادیا۔ حضور بھی زکوٰۃ کی وصولی و تقسیم کا کام بلا معاوضہ کرتے تھے اور اپنے خاندان کے لئے بھی یہ حکم تھا کہ ان میں سے جو کوئی بلا معاوضہ یہ خدمت کرنا چاہے کرے، لیکن زکوٰۃ میں سے معاوضہ لے کر یہ خدمت انجام نہیں دے سکتا۔ ہاں زکوٰۃ کے محکمہ میں کام کرنے والا ہاشمی زکوٰۃ فنڈ کے علاوہ تنخواہ پائے تو یہ جائز ہے۔ البتہ زکوٰۃ کے علاوہ ان تحائف دیئے جاسکتے ہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری ۱: ۱۸۸)

چوتھا مصرف، مؤلفۃ القلوب:

زکوٰۃ وعشر کا چوتھا مصرف مؤلفۃ القلوب ہیں یعنی وہ لوگ جن کی تالیف قلب مقصود ہے تالیف قلب کا مطلب ہے دل موہ لینا، مائل کرنا، مانوس کرنا۔ اس حکم خداوندی کا مقصد یہ ہے کہ جو لوگ اسلام کے سخت مخالف ہیں اور مال دے کر ان کی مخالفت ختم کی جاسکتی ہے یا ایسے نادار کافر جن کی مالی امداد کر کے ان کو اسلام کی طرف مائل کیا جاسکتا ہے جس کے نتیجہ میں پہلے ان کا جوش عداوت ٹھنڈا ہوگا اور بالآخر وہ اسلام میں داخل ہو سکتے ہیں۔ یا وہ لوگ جو نئے نئے مسلمان ہوں اور ان کی مناسب مالی مدد نہ کی گئی تو امکان ہے کہ وہ اپنی کسمپرسی اور کمزوری کی بناء پر پھر کفر کی طرف پلٹ جائیں گے۔ ایسے لوگوں کو وقتی عطیات یا مستقل وظائف مال زکوٰۃ سے دے کر ان کو اسلام کا مطیع و فرماں بردار یا کم از کم بے ضرر دشمن بنالیا جائے ایسے لوگوں کو مال زکوٰۃ دینا جائز ہے خواہ وہ غریب ہوں خواہ مالدار اس بات میں تو کسی کا اختلاف نہیں کہ قرآن کریم میں زکوٰۃ وعشر کے جو آٹھ مصارف ذکر کئے گئے ہیں ان میں ''مؤلفۃ القلوب'' کا حصہ بھی شامل ہے اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ مؤلفۃ القلوب کو اپنی حیات ظاہری میں مالی وظائف دیا کرتے تھے۔ مثلاً خاندان بنی امیہ میں سفیان بن حرب، بنی مخزوم میں حارث بن ہشام، عبدالرحمٰن بن یربوع، بنی جمح میں

صفوان بن امیہ، بنی عامر بن لوئی میں سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبدالعزیٰ ، بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں حکیم بن حزام، بنی ہاشم میں ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب ،فزارہ عینیہ بن حصن ، بنی تمیم میں اقرع بن حابس، بنی نصر میں مالک بن عوف ، بنی سلیم میں عباس بن مرداس ، ثقیف میں علاء بن حارثہ، بنی حارثہ، بنی سہم میں عدی بن قیس، ان میں سے بعض کو 100 اونٹ اور بعض کو 50 ملے۔

لیکن جب خلافت صدیقی میں عینیہ بن حصن اپنا حصہ لینے آئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قرآن کی یہ آیت پڑھی ''**الحق من ربک فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر**'' حق تمہارے رب کی طرف سے ہے سو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے انکار کرے' دوسری روایت میں ہے عینیہ اور اقراع، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس زمین مانگنے آئے۔ آپ نے ان کو تحریر لکھ دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے چاک کر دیا، اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں یہ کچھ اس لئے دیتے تھے کہ تم اسلام سے مانوس ہو جاؤ۔ اب اللہ نے اسلام کو غلبہ دے دیا ہے اور اسے تم لوگوں سے مستغنی کر دیا ہے، اسلام پر قائم رہو گے تو ٹھیک، ورنہ ہمارے تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کریگی وہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ کر آئے اور کہنے لگے آپ خلیفہ ہیں یا عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موافقت کی اور کسی صحابی نے انکار نہیں کیا۔''

(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۸:۱۱۴.......بدائع الصنائع ۲:۴۵.......فتح القدیر ۱:۲۰۰.......تفسیر کبیر ۱۶:۱۱۱)

کیا مؤلّفۃ القلوب کا حصہ منسوخ ہو چکا ہے؟:

امام رازی لکھتے ہیں۔

الصحیح ان ھذا الحکم غیر منسوخ وان للامام ان یتألف قوما علی ھذا الوصف ویدفع الیھم سھم المؤلّفۃ

''صحیح یہ ہے کہ حکم منسوخ نہیں اور امام کا حق ہے کہ ایسے لوگوں کو اسی طرح مانوس کرتا رہے اور ان کو مؤلّفۃ القلوب کا حصہ دیتا رہے''۔

(کبیر ۱۶:۱۱۱)

جیسا کہ عرض کیا گیا ہے مصارف زکوٰۃ میں اللہ تعالیٰ نے ایک مصرف مؤلّفۃ القلوب کا مقرر فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مد میں زکوٰۃ وعشر کی آمدنی خرچ فرمائی۔ اور کبھی اسے

منسوخ نہ فرمایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان تمام حضرات کے وہ وظائف بند کر دیئے جو تالیف قلب کے طور پر وہ اس سے پہلے وصول کرتے تھے۔ بعض ائمہ کرام (جیسے احناف) کا موقف یہ ہے کہ مؤلّفۃ القلوب کا حصہ چونکہ حضرت عمرؓ نے روک لیا تھا اور تمام صحابہ کرام کے سامنے ایسا ہوا اور کسی نے اس پر اختلاف یا انکار نہ کیا پس معلوم ہوا کہ اس مصرف کے سقوط پر اجماع صحابہ ہے اور چونکہ اجماع دلیل قطعی ہے۔ لہٰذا قرآن کا نسخ اس سے جائز ہے بعض ائمہ نے فرمایا پہلے تالیف قلب کی ضرورت تھی لہٰذا یہ مصرف بحال رہا۔ جب اسلام کو قوت حاصل ہوگئی تو کسی کی تالیف قلب کی ضرورت نہ رہی پس حکم جاتا رہا۔ ہمارے نزدیک تالیف قلب کی آج بھی اتنی ہی بلکہ اس سے کہیں زیادہ ضرورت ہے جتنی ابتدائے اسلام میں۔ آج بھی ضرورت اس امر کی ہے کہ اس فنڈ میں سے غریبوں کی مدد کر کے ان کے عقیدہ کو بچایا جائے۔

مسلمانوں کو مال کی لالچ میں مرتد ہونے سے اور غیر مسلم غریبوں کی مالی اعانت کر کے انہیں مسلمان کیا جائے۔ خصوصاً اس دور میں جبکہ غیر مسلم امیر ممالک اور ان کی ایجنسیاں غریبوں کو مرتد کرنے پر اربوں ڈالر اور بعض پٹرول کی دولت سے مالا مال شرق اوسط کے ممالک لوگوں کو بدعقیدہ کرنے پر پانی کی طرح پیسہ بہا رہے ہیں۔ پختہ صحیح العقیدہ صاحبانِ ثروت مسلمانوں کو اپنی دولت اور عشر و زکوٰۃ غریب وفادار غیر مسلموں کی اصلاح پر خرچ کرنی چاہیے۔ بیروزگار و بیمار لوگوں کی مالی اعانت کرنی چاہیے۔ یونہی نادار و مفلس مسلم و غیر مسلموں کے بچوں کی تعلیم و تربیت پر زکوٰۃ و عشر کی رقوم خرچ کرنا چاہیے نیز ذمی شہریوں سے جزیہ و خراج وصول کر کے ذمی طلباء و غربا کی ہر طرح کی مالی اعانت کی جائے اور ان کو ضروریات زندگی مہیا کی جائیں۔ یہ سب اسلامی فلاحی حکومت کی قانونی ذمہ داری ہے۔

امیروں اور ڈانواں ڈول لوگوں پر خرچ کر کے ان کو مخالفین اسلام کے ہاتھوں استعمال ہونے سے بچایا جائے۔ نومسلموں کی مالی اعانت کر کے ان کو اسلام کی طرف مائل و مانوس کیا جائے۔ مال کے خواہش مندوں کو مالی مدد دیکر اسلام پر کاربند کیا جائے۔ دشمن قوتوں کی مالی اعانت کر کے ان کے شر سے ملک و ملت کو بچایا جائے غیر مسلم قوتیں مال دے کر مسلمانوں کے عقیدے خراب کرتی اور ان کو مرتد کرتی ہیں۔ اسلام بھی ان پر مال خرچ کر کے ان کو مسلمان ہونے کی ترغیب دیتا ہے۔ صحابہ کرام کا اجماع اس بات پر ہوا تھا کہ اس دور میں مؤلّفۃ القلوب کو کچھ دینے کی ضرورت نہ رہی تھی۔

آج بھی ضرورت نہ ہوتو آپ کوکسی نے مجبور نہیں کیا کہ ضرور مؤلّفتہ القلوب کا مصرف پیدا کریں۔لیکن ضرورت ہوتو پھر آپ اس مد میں زکوٰۃ صرف کرسکتے ہیں۔ جیسے دوسری مدات ہوں توزکوٰۃ صرف کریں کوئی مدنہ ہوتو چھوڑ دیں بیت المال میں مال جمع کرا دیں۔ یہ قرآنی حکم کا نسخ نہیں بلکہ علت نہ رہنے سے حکم ختم ہوگیا، جیسے تیمّم اس وقت تک کرسکتے ہیں جب تک پانی استعمال کرنے کی قدرت نہ ہو۔ جونہی پانی پرقدرت حاصل ہوئی تیمّم کا حکم ختم۔حکم علت کے ساتھ رہا۔ ہمیشہ کیلئے منسوخ ہوا نہ ہرصورت میں نافذ! یہی معاملہ ہے مؤلّفتہ القلوب کا جہاں جب ضرورت ہوصرف کریں ضرورت نہ ہومت کریں۔جیسے آئمہ احناف نے فرمایا **وان المقصود بالدفع الیهم کان اعزاز الاسلام لضنعفهٖ فی ذلک الوقت لغلبه اهل الکفر فکان الاعزازیه فی الدفع فلما تبدل الحال بغلبته اهل الاسلام صار الاعزاز هو المقصود وهو باق علی جاله فلم یکن نسخا کالمتیم......** الخ فتح القدیر شرح ہدایہ لابن الھمام ہے الکفایہ (للخوارزمی ۲:۲۰۱) اس وقت اسلام کمزورتھا لہٰذا مؤلّفتہ القلوب کوزکوٰۃ دینے کا مقصد اسلام کوقوت دینا تھا۔ کیونکہ کافر غالب تھے پس اعزاز اسلام ان کوزکوٰۃ دینے کا مقصد اسلام کوقوت دینا تھا۔اہل اسلام کے غلبہ سے جب صورت حال بدل گئی اب غلبہ اہل اسلام ان کوزکوٰۃ نہ دینے میں ہوگیا پس اس (ابتدائی) زمانہ میں ان (مؤلّفتہ القلوب) کودینا اوراس پچھلے دورمیں نہ دینا (جیسے عمر رضی اللہ عنہ نے کیا) غلبہ دین کے بمنزلہ ذریعہ ووسیلہ ہوا۔اصل مقصود غلبہ دین ہے اوروہ اسی طرح اب بھی باقی ہے۔ پس نسخ نہ ہوا۔ جیسے تیمّم (کہ مجبوری کے وقت جائز ہوگیا اورمجبوری نہ رہی توختم ہوگیا نہ ہمیشہ کے لئے جائز نہ منسوخ) (شرح ہدایہ للخوارزمی فتح القدیر شرح ہدایہ لعلامہ ابن ہمام ۲:۲۰۱ طبع پاکستان)

پانچواں مصرف......وفی الرقاب:

گردنیں چھڑانے میں اسلام سے پہلے دنیا کے اکثر ممالک میں غلامی کا دوردورہ تھا، کمزور، نادار،اورپسماندہ انسانوں کوطاقتورلوگ اپنا غلام بنالیتے تھے۔یونہی لڑائیوں اورجنگوں میں غالب قوم ،مغلوب قوم کواپنا غلام بناکران کے گھر بارزمین جائیداد یہاں تک کہ ان کی جانوں کی مالک بن جاتی تھی اسلام نے انسانی غلامی کوجرم قراردیا جوصدیوں سے نسلاً بعدنسل غلام تھے ان کو قانوناً واخلاقاً کئی طریقوں سے آزاد کرنے کادروازہ کھول دیا۔جس کے نتیجہ میں تھوڑے ہی عرصہ میں دنیا اس لعنت سے پاک ہوگئی جومالک اپنے غلاموں لونڈیوں کو بلامعاوضہ آزاد کرنے پرآمادہ

نہ تھے۔ ان کو مالی معاوضہ دے کر غلاموں کو آزادی دلائی گئی۔ مالک اپنے مملوک سے آزادی کے لئے جو مالی معاوضہ طلب کرے اسے بدل کتابت کہا جاتا ہے غلام مطلوبہ رقم ادا کر کے آزادی سے ہمکنار ہوسکتا ہے اور وہ رقم مال زکوٰۃ سے دی جاسکتی ہے۔ یونہی جو مسلمان آج کل ظالم و غاصب کافروں سے اپنی اپنی آئندہ نسلوں کی بقاء و آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں وہ محکوم و مظلوم مسلمان بھی مال زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔ اور اس قرآنی مصرف میں شامل ہیں۔

چھٹا مصرف......الغارمین:

''والغارمین'' اور قرضداروں کو یعنی مال زکوٰۃ سے قرض داروں کے قرض بھی ادا کئے جاسکتے ہیں۔

ساتواں مصرف......وفی سبیل اللہ:

''اور اللہ کے راستے میں'' امام یوسفؒ نے اس سے فی سبیل اللہ جہاد کرنے والے مجاہدین مراد لئے ہیں اور امام محمدؒ کے نزدیک وہ عازمین حج جو راستے میں مالی مدد کے محتاج ہوں۔ کچھ علماء کے نزدیک طالب علم مراد ہیں۔ امام کاسانی حنفیؒ نے فرمایا۔ وہ ''**فی سبیل اللّٰہ**'' **عبارۃ عن جمیع القرب فیدخل فیہ کل من سعی فی طاعۃ اللّٰہ و سبیل الخیرات اذا کان محتاجا** '' فی سبیل اللہ سے مراد ہے تمام نیکی کے کام، اس میں ہر وہ شخص شامل ہے جو اللہ کی اطاعت اور نیک کاموں میں تگ و دو کرے۔ جب کہ (زکوٰۃ کا) حاجت مند ہو۔ (بدائع الصنائع ۲: ۴۵ ......تفسیر روح المعانی، ۱۰: ۱۲۳......درمختار مع ردالمختار للشامی، ۲: ۳۴۳)

امام رازی فرماتے ہیں۔ **ان ظاھر اللفظ لایوجب القصر علی کل الغزاۃ** ظاہر لفظ مجاہدین پر حصر لازم نہیں کرتا'' (تفسیر کبیر ۱۶: ۱۱۳ طبع بیروت)

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ زکوٰۃ کا ساتواں مصرف قرآن کریم میں فی سبیل اللہ بیان فرمایا گیا ہے۔ بعض فقہاء کرام نے اس سے حج اور جہاد پر جانے والے وہ لوگ مراد لئے ہیں جو سفر اور متعلقہ ضروریات کے سلسلہ میں مالی تعاون کے طالب ہیں ان پر زکوٰۃ صرف کی جاسکتی ہے لیکن ظاہر ہے کہ کتاب وسنت میں براہ راست یہ وضاحت نہیں کی گئی۔ لہٰذا مجاہدین سے مراد اگر عام معنی مراد لیا جائے تو زیادہ مناسب ہے یعنی وہ لوگ جو دین اسلام کی سربلندی کے لئے جدوجہد میں مصروف ہیں خواہ وہ جہد فوجی میدان میں ہو خواہ تعلیمی میدان میں، خواہ تبلیغی وتربیتی

میدان میں جہاد کا مفہوم قتال وغزاء سے عام ہے۔ پس جو لوگ ان محاذوں پر مصروف کار ہیں اگر وہ مالی تعاون کے محتاج ہوں تو زکوٰۃ سے ان کے وقتی یا مستقل وظائف مقرر کئے جا سکتے ہیں۔

آٹھواں مصرف ...... ''ابن سبیل'' مسافر:

زکوٰۃ کا آٹھواں مصرف مسافر ہے۔ خواہ گھر میں مالدار ہو مگر سفر میں تنگدست ہو جائے اور مالی تعاون کا محتاج ہو، تو زکوٰۃ سے اس کی مالی مدد کی جائے گی **المراد الذی انقطعت به الاسباب في سفره عن بلده ومستقره وماله فانه يعطى منها وان كان غنيا في بلده** اس سے مراد وہ شخص ہے جس کے وسائل واسباب گھر ٹھکانہ اور مال سے دور سفر میں ہونے کی وجہ سے اس کی دسترس سے باہر ہیں۔ اس کو مال زکوٰۃ سے دیا جائے گا اگر چہ اپنے شہر میں امیر ہو۔

(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۸:۱۱۹ بدائع الصنائع کاسانی ۲:۴۶

ہدایہ مع فتح القدیر لعلامہ ابن الھمام ۲:۴:۲۰ ردالمختار شامی ج ۲:۳:۳۴۴)

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے ضروری ہے کہ متعلقہ فرد یا جماعت کو زکوٰۃ کا مالک بنادیا جائے تاکہ مالدار کا دینا اور حقدار کا لینا ثابت ہو جائے۔

اسے تملیک یعنی مالک بنانا کہتے ہیں اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے یہ شرط ہے۔ (عامہ کتب فقہ)

مسائل زکوٰۃ

زکوٰۃ ہر مسلمان، عاقل، بالغ، آزاد اور صاحب نصاب شخص پر واجب ہے جب نصاب پورا ہونے کے بعد اس پر ایک سال کا عرصہ گزر جائے۔

☆ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولے ہے۔ سونا چاندی میں چالیسواں حصہ نکال کر بطور زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے یہ ضروری نہیں کہ سونا چاندی کی زکوٰۃ میں سونا چاندی ہی دی جائے بلکہ یہ بھی جائز ہے کہ بازار کے بھاؤ سونے چاندی کی قیمت لگا کر روپیہ زکوٰۃ میں دیں۔ اگر کسی کے پاس تھوڑی چاندی اور تھوڑا سونا ہے اور سونا چاندی میں سے کوئی بھی الگ سے بقدر نصاب نہیں تو ایسی صورت میں دونوں کو ملا کر ان کی مجموعی قیمت نکالی جائے گی اور جس نصاب (سونا یا چاندی) کو بھی وہ پہنچے اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔

☆ جن زیورات کی مالک عورت ہو خواہ وہ میکے سے لائی ہو یا اس کے شوہر نے اس کو زیورات دیکر مالک بنادیا ہو تو ان زیورات کی زکوٰۃ عورت پر فرض ہے اور جن زیورات کا

مالک مرد ہو یعنی عورت کو صرف پہننے کے لئے دیا گیا ہے مالک نہیں بنایا تو ان زیورات کی زکوٰۃ مرد کے ذمہ ہے عورت پر نہیں۔

☆ تجارتی مال اور سامان کی قیمت لگائی جائے گی اس سے اگر سونے یا چاندی کا نصاب پورا ہو تو اس کے حساب سے زکوٰۃ نکالی جائے گی۔

☆ اگر سونا چاندی نہ ہو، نہ مال تجارت ہو بلکہ صرف نوٹ اور روپے ہوں تو کم سے کم اتنے روپے پیسے اور نوٹ ہوں کہ بازار میں ان سے ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی خریدی جاسکتی ہو تو وہ صاحب نصاب ہے اور اس شخص کو نوٹ اور روپے پیسوں کی زکوٰۃ، کل چالیسواں حصہ نکالنا فرض ہے۔

☆ اگر شروع سال میں نصاب پورا تھا اور آخر سال میں بھی نصاب پورا رہا۔ درمیان سال میں کچھ دنوں مال گھٹ کر نصاب سے کم رہ گیا تو یہ کمی کچھ اثر نہ کرے گی بلکہ اس شخص کو پورے مال کی زکوٰۃ دینا پڑے گی۔

☆ روپے پیسوں کی زکوٰۃ میں روپے پیسے ہی دینا ضروری نہیں بلکہ جتنے روپے زکوٰۃ کے نکلتے ہیں اگر ان کا غلہ، کپڑا، کتابیں یا کوئی بھی سامان خرید کر مستحق زکوۃ کو دے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔

☆ کرایہ پر اٹھانے کے لئے ویگنیں، موٹریں، بسیں، ٹرک اسی طرح دیگیں، دریاں، گدے، کرسیاں، میزیں، پلنگ، مسہریاں یا کرایہ پر اٹھانے کے لئے مکانات اور دکانوں سے حاصل شدہ آمدنی اگر بقدر نصاب ہو اور اس پر سال گزر جائے تو پھر اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

☆ میاں بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ یونہی کوئی شخص اپنے والدین، اوپر تک اور اپنی اولاد کو نیچے تک زکوٰۃ عشر فطرانہ اور فدیہ کفارہ کی رقم یا جنس وغیرہ نہیں دے سکتا۔ ان کے علاوہ غریب رشتہ داروں مثلاً بہن بھائی اور ان کی اولاد، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ اور ان کی اولاد اگر غریب و مستحق ہوں تو ان کو زکوٰۃ و عشر فطرانہ، فدیہ وغیرہ دینا دوگنا ثواب ہے۔ اوّل فرض ادا کرنے کا دوم صلہ رحمی اور رشتہ داری کا لحاظ کرنے کا جب یہ تسلی ہوجائے کہ یہ شخص غریب و مستحق ہے اس کو بقدر ضرورت دیدیں۔ دیتے وقت یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ و عشر وغیرہ ہے بلکہ نہ بتانا بہتر ہے تاکہ اس کی عزت نفس

مجروح نہ ہو۔

☆ زکوٰۃ وصدقات میں افضل یہ ہے کہ پہلے اپنے اقرباء کودے پھران کی اولاد، پھر دوسرے رشتہ داروں کو پھر پڑوسیوں کو پھر اپنے پیشہ والوں کو پھر اپنے گاؤں اور شہر کے رہنے والوں کو۔ (عالمگیری وغیرہ)

﴿چند ضروری سوالات اور ان کے جوابات﴾

سوال: کن کن چیزوں پر زکوٰۃ فرض ہے؟

۱۔ فیکٹری، مشینوں نہ زمین پر فقط تیار شدہ مال کی مالیت پر زکوٰۃ فرض ہے۔ یونہی اس کے را میٹریل یعنی خام مال کی مالیت پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔

۲۔ مکان یا دکان کی مالیت پر زکوٰۃ نہیں، ہاں اگر اس کا کرایہ آتا ہے تو باقی مال کے ساتھ وہ بھی شامل ہو جائے گا پھر اگر حد نصاب تک ہے تو سب پر زکوٰۃ ہوگی۔ ورنہ نہیں۔

۳۔ گاڑی اگر گھریلو یا کمرشل استعمال کیلئے ہے تو اس پر زکوٰۃ نہیں اس کی آمدنی کو باقی مال کے ساتھ جمع کریں گے اور نصاب ہوا تو اس کے حساب سے زکوٰۃ ہوگی ورنہ نہیں۔ ہاں اگر گاڑیوں کی خرید وفروخت کرتا ہے مثلاً اپنا شوروم ہے اور گاڑیاں اس کی اپنی ملکیت ہیں تو یقیناً یہ مال تجارت ہے۔ ان کی مالیت پر مقررہ شرائط کے تحت زکوٰۃ فرض ہوگی۔ واللہ اعلم ورسولہ۔

سوال: کیا سیونگ سرٹیفکیٹ اور قرض پر زکوٰۃ ہے؟

جواب: آپ کی ملکیت میں جتنا سرمایہ ہے خواہ نقد خواہ سونا چاندی خواہ مال تجارت خواہ واجب الوصول قرض جس کی وصولی کی امید ہو۔ ان سب کو جمع کر کے، سال گزرنے پر سب کی زکوٰۃ فرض ہے۔ سیونگ سرٹیفکیٹ ہو یا انعامی بانڈز، یہ اور اس جیسی اور تمسکات مالیہ مال ہی ہے۔ سب کی مالیت پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہے۔ واللہ اعلم ورسولہ۔

سوال: (ا) کیا قرض کو زکوٰۃ میں بدلا جاسکتا ہے؟

جواب: ا۔ اگر مقروض غریب ومفلس ہے۔ صاحب نصاب نہیں، تو بیشک وہ قرض زکوٰۃ سے بدلا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر وہ غنی ہے صاحب نصاب ہے تو چونکہ اس کے لئے زکوٰۃ لینا جائز نہیں،

لٰہذا یہ قرض بطور زکوٰۃ اسے دینا جائز نہیں۔

پہلی صورت ہے تو یقیناً زکوٰۃ کا مستحق ہے، اسے کچھ اور بتانے کی ضرورت نہیں۔صرف یہ کہہ دیں کہ آپ میرے قرض سے سبکدوش ہیں۔اب اس کی فکر نہ کریں۔تاکہ اس کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔

سوال: ۱۔ کیا مزارع سے اگر حکومت زکوٰۃ لے لے تو مالک بری الذمہ ہو جائے گا؟

۲۔ کیا سکنی جائیداد پر زکوٰۃ ہے؟

۳۔ کیا خالی پلاٹ پر زکوٰۃ ہے؟

۴۔ کچھ بارانی زمین ہے جس پر کبھی بارش ہو جائے تو کوئی پیداوار ہو جاتی ہے ورنہ نہیں کیا اس پر بھی زکوٰۃ ہے؟

۵۔ ایک ایکڑ بیٹے کے نام پر ہے۔جس کی ادائیگی کر دی ہے کیا اس پر بھی زکوٰۃ ہے؟

۶۔ گھریلو سامان جن میں کرسیاں، برتن، چارپائیاں ہیں کیا ان پر بھی زکوٰۃ ہے؟

جواب: ۱۔ مزروعہ اراضی پر کوئی شرعی ٹیکس نہیں۔ہاں اس کی پیداوار پر ہے۔اگر زمین بارانی ہے۔یا چشموں کے پانی سے سیراب ہوتی ہے اور پانی پر کوئی خرچ نہیں آتا، تو اس کی کل پیداوار پر دسواں حصہ عشر (۱/۱۰) فرض ہے۔اگر سیراب کرنے کیلئے پیسے خرچ ہوتے ہیں مثلاً نہری پانی پر آبیانہ، یا ٹیوب ویل کا خرچہ، تو ایسی زمین کی پیداوار پر نصف عشر یعنی بیسواں حصہ (۱/۲۰) عشر فرض ہے۔یہ عشر ہر فصل پر لازم ہے۔خواہ سال میں ایک بار ہو یا دو یا زیادہ۔اگر زمین ہے مگر پیداوار نہیں دیتی اس پر کسی قسم کے واجبات نہیں، خواہ ہزار ایکڑ ہو۔پلاٹ، مکان، دکان، گھر کے برتن، بستر، کپڑے، اور برتنے کی گھریلو اشیاء خواہ جتنی چیزیں ہوں ان پر زکوٰۃ نہیں۔ہاں اگر یہی اشیاء یا اور چیزیں مال تجارت کے طور پر ہیں، تو مال تجارت کی تمام مالیت پر زکوٰۃ فرض ہے۔زمین، پلاٹ، مکان، دکان پر کوئی زکوٰۃ نہیں خواہ بیچنے کیلئے ہوں خواہ رہائش کیلئے۔خواہ کرائے کیلئے، ہاں ان کی آمدنی جب نصاب کو پہنچے، اس آمدنی پر زکوٰۃ ہے۔یہی حال ہے۔کارخانے وغیرہ کا کہ اس کی مالیت پر زکوٰۃ نہیں۔جو مصنوعات اس میں تیار ہوتی ہیں ان پر زکوٰۃ ہے۔اس خام مال پر زکوٰۃ ہے۔جس سے مصنوعات تیار ہوتی ہیں۔اس مشینری پر نہیں جس پر مال تیار ہوتا ہے۔

حکومتی ٹیکسوں کی ادائیگی کے بعد جو رقم بچی ہے اس پر زکوٰۃ ہے۔سونا و چاندی خواہ

زیورات کی صورت میں ہوں یا ڈلی وغیرہ کی صورت میں خواہ اس سے تجارت کریں، خواہ نہ کریں، جب بقدر نصاب ہوں، اور سال گذر جائے، ان پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اگر مزروعہ زمین کی کل پیداوار پراوپر مذکورہ طریق پر حکومت عشر لیتی ہے تو آپ بری الذمہ، اگراس نے اس میں حد رکھی ہے اور اس سے کم میں نہیں لیتی تو آپ ساری پیداوار سے عشر ادا کریں۔ یعنی جتنے حصے کا حکومت نے نہیں لیا، اس کا آپ ادا کریں جو حکومت نے شرعی نصاب کے مطابق لیا ہے وہ ادا ہو گیا۔

سوال: ایک شخص کی سالانہ آمدنی -/۵۰،۰۰۰ ہے اور تقریباً -/۵۰،۰۰۰ کا مقروض بھی ہو جاتا ہے جبکہ اس کی زمین قریباً ۴ لاکھ کی ہے۔ اس پر زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ کار کیا ہے؟

جواب: جس آدمی کی آمدنی پچاس ہزار روپے ہے۔ اس پر قرض بھی تقریباً اتنا ہی ہے، تو معلوم ہوا کہ اس کے پاس کچھ نہیں۔ لہٰذا زکوٰۃ اس پر فرض نہیں، قرض منہا کر کے جو رقم بچ جائے اگر وہ نصاب کو پہنچتی ہے تو سال گزرنے پر اس پر زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ اگر قرض سے بچا ہی کچھ نہیں تو زکوٰۃ کس چیز پر؟

۲۔ زمین کی کل پیداوار پر، ہر فصل پر، عشر ادا کرنا فرض ہے۔ اگر زمین بارانی ہے تو پیداوار کا دسواں حصہ ۱/۱۰ اگر نہری یا ٹیوب ویل سے سیراب ہوتی ہے تو نصف عشر یعنی بیسواں حصہ ۱/۲۰ فرض ہے۔ اس کے علاوہ زمین کی مالیت پر یا مکان دکان وغیرہ کی مالیت پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔ (عامہ کتب فقہ)۔ واللہ اعلم و رسولہ۔

سوال: ایک ساتھی نے میٹر سے کم بے شمار کپڑے کے پیس فلاحی ادارے کو بھیجے ہیں۔ اس ساتھی نے یہ کپڑا زکوٰۃ کے طور پر بھیجا ہے۔ مگر اس وقت اس کا کوئی مصرف نہیں کیا ایسا کرنے سے زکوٰۃ کی ادائیگی ہو جائے گی۔

جواب: میٹر سے کم کپڑا بظاہر کسی مصرف کا نہیں۔ اس لئے بیکار ہے۔ اس سے ان کی زکوٰۃ ہرگز ادا نہ ہوگی۔

قرآن کریم میں واضح ارشاد ہے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ o

(آل عمران: ۹۲/۳)

”تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو۔ اور تم

جو کچھ خرچ کرو، اللہ اس کو جانتا ہے''۔

وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَلِاَنۡفُسِكُمۡ

(البقرۃ:۲/۲۷۲)

''تم جو اچھی چیز خرچ کرو، تو تمہارا اپنا بھلا ہے''۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبۡتُمۡ وَمِمَّاۤ اَخۡرَجۡنَا لَـكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الۡخَبِيۡثَ مِنۡهُ تُنۡفِقُوۡنَ وَلَسۡتُمۡ بِاٰخِذِيۡهِ اِلَّاۤ اَنۡ تُغۡمِضُوۡا فِيۡهِ ؕ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ حَمِيۡدٌ ۝

(البقرۃ:۲/۲۶۷)

''اے ایمان والو! اپنی عمدہ اور پاک کمائے ہوئے مالوں میں سے خرچ کرو! اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا، اور اس میں سے گھٹیا چیز خرچ کرنے کا ارادہ بھی نہ کرو، کہ تمہیں ملے تو نہ لو، جب تک اس میں آنکھیں بند نہ کرلو، اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ سراہا گیا ہے''۔

مالک کے ارشادات پڑھیں اور بار بار پڑھیں۔ ایسے کپڑے کے پیس اللہ کے نام پر دینے والے بھائی کو اللہ کے حضور توبہ کرنا چاہئے۔ اظہار ندامت کرنا چاہئے۔ اور متعلقہ ادارے سے بھی معذرت کرنا چاہئے۔ اور خوف خدا کے پیش نظر آئندہ محتاط رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ عمدہ مال دے۔ آپ اپنے اور اپنے عیال کے لئے اچھا لباس منتخب فرمائیں اور مالک کے نام پر گھٹیا اور بیکار مال دیکر اپنے دینی فرض سے سبکدوش ہونے کی سوچیں؟ اور دل کو جھوٹی تسلی دیکر مطمئن کریں۔ غلط بات ہے زکوٰۃ کی صورت میں یہ عبادت متعین شرح سے سال کے بعد فرض ہوتی ہے۔ اسے خوشدلی سے ادا کرنا چاہئے۔ ان پیسوں کے دینے سے جو کسی کام نہ آئیں زکوٰۃ ہرگز ادا نہ ہوگی ان کی نہ قدر رہے نہ قیمت زکوٰۃ مال پر ہے بیکار چیز پر نہیں تاوان سمجھ کر بے دلی اور تنگدلی سے نہیں دینا چاہئے۔ زکوٰۃ وعشر تو فرض ہیں۔ نفلی صدقہ وخیرات بھی جب اس طرح دیا جائے قبول نہیں ہوتا۔ الٹا اللہ کی ناراضگی کا سبب بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ دے اور انصاف کرنے کی توفیق دے، آمین۔ واللہ اعلم ورسولہ۔

سوال: وہ دینی درس گاہیں جو بچوں سے باقاعدہ فیسیں لیتی ہیں کیا ان کو زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: ماڈل سکولز یا ایسے تعلیمی ادارے جہاں طلباء سے فیس لی جاتی ہے ان میں زکوٰۃ فنڈ جمع

کرنا تا کہ نادار اور ضرورت مند طلبہ کی ضروریات پوری کی جائیں۔ بالکل درست بلکہ مناسب تر ہے تا کہ ان طلبہ کی بروقت امداد کی جائے اور وہ سکون واطمینان سے علم حاصل کرسکیں۔قرآن کریم میں مصارف زکوٰۃ آٹھ بیان ہوئے ہیں۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِى الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ

(التوبہ:۹/۶۰)

”زکوٰۃ تو صرف محتاجوں، مسکینوں اور جمع کرنے پر مقرر ملازموں اور جن کے دلوں کو اسلام کی طرف مانوس کرنا ہو، اور مملوکوں کی گردنیں چھوڑانے ،اور قرض داروں اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کیلئے ہے“۔

فقہائے کرام فرماتے ہیں۔

ان طالب العلم یجوز له اخذ الزکاة ولو غنیا اذا فرغ نفسه لافادة العلم و استفادته لعجزه من الکسب و الحاجة داعیةّ الی مالا بد منه

(الدار المختار والرد المختار ص ۲۴۰ ج ۲ وغیرہ)

”طالب علم خواہ امیر ہو زکوٰۃ لے سکتا ہے، جب اس نے اپنے آپ کو علم پڑھانے اور پڑھنے کیلئے وقف کررکھا ہے کہ وہ رزق کمانے سے عاجز ہے، اور ضروریات زندگی کے حاصل کرنے کی مجبوری اس کے جائز ہونے کا سبب ہے“۔

لہٰذا آپ اپنے تعلیمی ادارے کی ضروریات بالخصوص نادار طلبہ کی ضروریات پوری کرنے کیلئے زکوٰۃ وصول کرسکتے ہیں۔تمام مذہبی اور دیگر رفاہی ادارے زکوٰۃ پر ہی چل رہے ہیں۔آپ کے لئے بہتر ہوگا کہ زکوٰۃ فنڈ سے نادار طلبہ کے اخراجات پورے کریں۔خواہ کتب وسٹیشنری ہو۔خواہ فیس وخوراک وپوشاک اور دوا وغیرہ کی صورت میں ہو۔

سوال: کیا کسی ادارے کو مشین وغیرہ خرید کردی جاسکتی ہے جس میں کوئی سیدہ بھی کام سیکھنے آتی ہو؟

جواب: ا۔زکوٰۃ کی رقم سے کسی رفاہی ادارے کیلئے مشین وغیرہ خرید کردینا اسی طرح جائز ہے جس طرح کسی حاجت مند شخص کو انفرادی طور پر۔ یہ مشین یا مشینیں دراصل اس ادارے کی ملکیت ہوتی ہیں۔چاہے استعمال کوئی بھی کرے۔سید ہو یا سیدزادی کچھ فرق نہیں پڑتا۔

سوال: کیا زکوٰۃ کی رقم اپنے چھوٹے بھائی کو دی جاسکتی ہے جو بے روزگار ہو؟

جواب: بہن، بھائی، چچا، ماموں، خالہ، پھوپھی یا ان کی اولاد، اگر غریب ہیں اور حاجت مند ہیں۔ تو ان کو زکوٰۃ دینا دوہرا ثواب ہے۔ ایک صلہ رحمی کا دوسرے ادائیگی فرض کا ہاں اپنے اصول یعنی والدین، دادا، دادی، نانا، نانی اور ان سے اوپر والے اور اپنے فروع یعنی اولاد مثلاً بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی اور ان کی اولاد، کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ یونہی میاں بیوی ایک دوسرے کو عشر زکوٰۃ فطرانہ فدیہ مال کفارہ نہیں دے سکتے۔

سوال: اگر کسی خاتون کے پاس پندرہ سولہ تولے سونا ہے۔ اولاد میں سے اگر کوئی بیمار ہو جائے یا ان کی تعلیم پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: ا۔ اگر یہ اولاد نابالغ ہے اور نادار ہے اور اس کے والدین مالدار صاحب نصاب ہیں تو اولاد کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں کیونکہ نابالغ اولاد کا نان نفقہ والدین کے ذمہ ہے اور وہ مالدار ہیں۔

۲۔ اور اگر کسی کی اولاد بالغ ہے نادار ہے، والدین صاحب نصاب ہیں تو اس اولاد کو مال زکوٰۃ دیا جا سکتا ہے۔

۳۔ اپنی اولاد بیمار ہو یا تندرست، چھوٹی ہو یا بڑی اس کو زکوٰۃ وغیرہ دینا جائز نہیں۔

۴۔ جی نہیں۔ والدین، اولاد یا میاں بیوی، ایک دوسرے کو زکوٰۃ وعشر فطرانہ، فدیہ کفارہ کی رقم یا جنس نہیں دے سکتے۔ والدین میں ماں، باپ، دادی، دادا، اوپر تک۔ نانا، نانی اوپر تک۔ اولاد۔ میں بیٹا، بیٹی۔ اور ان کی اولاد نیچے تک سب شامل ہیں۔ باقی رشتہ داروں کو دے سکتے ہیں۔ بلکہ غریب عزیزوں۔ رشتہ داروں کو صدقہ، خیرات، زکوٰۃ وغیرہ دینا بہ نسبت دوسرے غرباء کے، افضل ہے کہ فرض بھی ادا ہو جاتا ہے اور صلہ رحمی بھی۔ واللہ اعلم ورسولہ۔

سوال: میری سالی ہے جس کے پاس پندرہ سولہ تولے سونا ہے تو کیا اس کی اولاد پر اگر وہ غریب ہو تو ان کو زکوٰۃ کی رقم دی جا سکتی ہے یا نہیں۔ اور میری سالی کی ایکسیڈنٹ میں ٹانگ ٹوٹ گئی ہے کیا زکوٰۃ کے پیسوں سے میں ان کی مدد کر سکتا ہوں؟

جواب: ا۔ جو مرد یا عورت رہنے کیلئے مکان، پہننے کیلئے لباس برتنے کیلئے برتن، فرنیچر، سفر کیلئے سواری۔ بیماری کے لئے علاج، اہل وعیال کے لئے کھانا پینا تعلیم، نلکا، بجلی کے اخراجات نکال کر صاحب نصاب ہے۔ عاقل وبالغ ہے مال پر سال گزر گیا ہے تو اس مال پر ڈھائی فیصد زکوٰۃ فرض ہے۔ اور جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے زکوٰۃ لینے کا مستحق کیسے ہو سکتا ہے؟ رہی یہ بات کہ دیہاتی لوگ اس سونے کو بچیوں کی یا بچوں کی امانت سمجھتے ہیں۔ اس سے زکوٰۃ دینے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

۲۔ بہن، بھائی، ماموں، چچا، سالی، ساندو یعنی برادران لاء۔ وغیرہ یا ان کی اولاد جو بھی غریب ہے ضرورت مند ہے آپ اس پر زکوٰۃ کا مال خرچ کر سکتے ہیں۔

۳۔ سالی کا ایکسیڈنٹ ہوگیا اس کی ٹانگ ٹوٹ چکی ہے وغیرہ وغیرہ آپ زکوٰۃ فنڈ سے سالی، سالہ وغیرہ کی مدد کر سکتے ہیں بلکہ آپ ضرور ایسا کریں۔ چونکہ اس کے پاس ۱۵۔۱۶ تولہ سونا موجود ہے لہٰذا وہ زکوٰۃ فنڈ سے اعانت نہیں لے سکتی لیکن اگر اس کا خاوند یا اولاد ہے اور یہ مستحقین زکوٰۃ ہیں تو وہ زکوٰۃ لے سکتے ہیں۔ کیونکہ سالی کا سونا اسی کا ہے۔ اس کی اولاد یا خاوند کا نہیں لہٰذا وہ اگر ضرورت مند ہیں اور صاحب نصاب نہیں تو آپ ان کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ آپ سالی کی جو بھی مدد کرنا چاہیں وہ بجائے اسے دینے کے لئے اس طرح دیدیں۔ امید ہے کہ آپ کے تمام سوالات کے جواب ہو گئے ہیں۔ واللہ اعلم ورسولہ۔

سوال: کیا زکوٰۃ، فطرانہ یا قربانی کی کھالوں کی رقم مدرسہ کے کتب خانہ یا لائبریری جو عام مسلمانوں کے لئے بنائی جائے پر خرچ کرنا جائز ہے؟

جواب: زکوٰۃ کی ادائیگی کیلئے تملیک شرط ہے۔ یعنی کسی مستحق کو مالک بنانا۔ حکومت اگر مستحقین میں تقسیم کرنے کے لئے زکوٰۃ وصول کرے تو اسے دینا جائز ہے۔ جیسا کہ ابتدائے اسلام میں ہوتا تھا کہ زکوٰۃ، عشر اور فطرانہ حکومت اسلامی خود وصول کر کے مستحقین کی کفالت کرتی تھی۔ یہی بہتر اسلامی طریقہ ہے۔ آج کل حکومت زکوٰۃ تو لیتی ہے مگر وہ ذمہ داریاں پوری نہیں کرتی، جو اس کے ساتھ عائد ہوتی ہیں۔ بہرحال زکوٰۃ و فطرانہ کے مستحق غرباء و مساکین، مسافر بیوگان اور یتامیٰ ہیں۔ ان کو ترجیح دیں۔ باقی گنجائش ہو تو لائبریری و مدرسہ پر بھی یہ رقم خرچ کی جا سکتی ہے۔

سوال: کیا زکوٰۃ کی رقم فلاح عامہ کے کاموں پر خرچ کی جا سکتی ہے؟

جواب: رفاہی اداروں کیلئے زکوٰۃ خرچ کی جا سکتی ہے مثلاً محتاج گھر، یتیم خانے، دینی مدارس، سکولز، کالجز، جامعات، فنی ٹریننگ کے سینٹرز، دیگر تعلیمی ادارے، ہسپتال میں غریب مریضوں کی علاج و خوراک پر یہ سب رفاہی ادارے ہیں۔ البتہ سڑکوں کی تعمیر، نالیوں کی مرمت وغیرہ پر خرچ نہیں کی جا سکتی۔ زکوٰۃ کے علاوہ بھی ٹیکس وصول کئے جاتے ہیں، باقی کام ان سے کریں۔ واللہ اعلم ورسولہ۔

سوال: میری ایک بھتیجی ہے جس کا والد فوت ہو گیا ہے۔ کیا میں اپنی زکوٰۃ کی رقم سے اس کی مالی

مدد کر سکتا ہوں۔ یا اس کے نام بینک میں جمع کرواسکتا ہوں تاکہ جب اس کی شادی کا مرحلہ آئے تو وہ تمام رقم اس کی والدہ کو یا اس رقم سے سامان خرید کر اس کو دے دیا جائے؟

جواب: آپ زکوٰۃ یا دیگر صدقات، جو بھی دیں آپ کے بہن، بھائی یا ان کی غریب و مستحق اولاد اس کی زیادہ حقدار ہے۔ لہٰذا آپ بلا شبہ اپنی بھتیجی کی ضروریات پر مال زکوٰۃ صرف کر سکتے ہیں۔

سوال: جیل خانہ جات میں مختلف جرائم میں سزا پانے والے قیدیوں کو جیل کی سزا کے علاوہ جرمانہ بھی ہوتا ہے۔ جس کی عدم ادائیگی کی صورت میں ان کو اصل سزا قید کے علاوہ مزید قید کاٹنی پڑتی ہے۔ عموماً نہایت غریب، نادار اور مفلس خاندانوں کے افراد جرمانہ ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے اصل قید کے بعد مقید ہی رہتے ہیں اس سلسلے میں لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس نے رائے طلب کی ہے کہ کیا ایسے لوگوں کو زکوٰۃ یا بیت المال سے رقم دے کر قید سے رہائی دلوائی جا سکتی ہے۔

جواب: اگر قیدی صاحب حیثیت ہے، جیسے بڑے بڑے مالدار، سرمایہ دار، جاگیردار، تاجر یا ملازم، وہ تو جرمانہ اپنے گھر سے دیدیتے ہیں اور جان چھڑا لیتے ہیں، مگر غریب و نادار قیدی جرمانہ ادا نہیں کر سکتے اور مزید عرصہ قید بھگتتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو مال زکوٰۃ دیکر آزاد کیا جا سکتا ہے۔ یہ لوگ فقیر، مسکین اور فی الرقاب، تینوں مصارف میں شامل ہیں۔ گو فی الرقاب نزول قرآن کے وقت لونڈی غلام کے معنوں میں استعمال ہو مگر آج کے دور میں مفلس اسیروں کو بھی اس عام صنف میں شامل کر لیا جائے تو میرے نزدیک اس کی گنجائش موجود ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ بیت المال یا زکوٰۃ فنڈ سے نادار غریب لاوارث قسم کے قیدی اگر جرمانہ ادا کر کے رہائی پا سکتے ہیں تو ان کو زکوٰۃ یا بیت المال سے جرمانہ کی رقم دے کر رہائی دلائی جا سکتی ہے۔ واللہ اعلم و رسولہ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

آیئے ! منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے عظیم الشان منصوبہ جات کے لیے اپنی زکوٰۃ اور عطیات مختص فرما کر بروزِ حشر تاجدار کائنات ﷺ کی قربت حاصل کر کے اپنی نجات کا سامان کیجیے۔

آپ اپنی زکوٰۃ عطیات وصدقات ادارہ آغوش اور زیر تعمیر عظیم الشان منصوبہ جات کے لیے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زکوٰۃ اکاؤنٹ نمبر **0197790016 31-03** حبیب بینک لمیٹڈ فریڈم اکاؤنٹ منہاج القرآن برانچ لاہور میں بذریعہ آن لائن / چیک / ڈرافٹ جمع کرا کر اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کی خوشنودی حاصل کیجیے۔

ہمارا عزم، ہمارا کام — تعلیم، صحت، فلاح عام

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن

366-ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

Ph:042-35168365 Fax:35168184

www.welfare.org.pk E-mail:info@welfare.org.pk